اسلام پسندوں کی پیش قدمی

خالد دران*

۱۹۹۶ کو مسلم دنیا میں اسلام پسندوں (مسلم بنیاد پرستوں) کی مسلسل کامیابیوں کا سال کہا جاتا ہے۔ لیکن ان کامیابیوں سے ان کی کارکردگی اور کشش میں کوئی خاص اضافہ ہونے کی بجائے اکثر لوگ اسلام پسندی سے بددل ہوئے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں مختلف پہلوؤں سے اسلام پسندوں کی پیش قدمی غیر موثر رہی:

۱- اسلام پسند کوئی فوجی کامیابی حاصل نہ کرپائے

افغانستان میں طالبان نے جو درحقیقت روایتی مسلمان اور عالمی اسلامی تحریک کے لیے اجنبی ہیں' بنیاد پرستوں کو کابل سے نکال باہر کیا۔ الجزائر میں اسلام پسندوں کی دہشت گردی میں تو کمی نہیں ہوئی مگر وہ حکومت کو ہٹانے میں بھی کامیاب نہ ہوسکے۔ سوڈان میں انہیں جنوب کے باغیوں کے مقابلے میں ہزیمت اٹھانا پڑی۔ کشمیر میں بھارتی فوجیوں کو اکثر اسلامی گوریلوں پر برتری حاصل ہے۔ اسرائیل میں بھی گذشتہ سال کے مقابلے میں تشدد کی کارروائیاں کم ہوئیں۔

تشدد' لڑائی اور خصوصاً" افغانستان اور الجزائر میں خونریز تصادم نے اسلام پسندوں کے منفی تاثر کو ابھارا ہے جس کی وجہ سے خود ان کی صفوں میں مایوسی پھیلی ہے۔

2- اسلام پسندوں کو کوئی نمایاں انتخابی کامیابی حاصل نہ ہوسکی

ترکی میں رفاہ پارٹی کو ۲۱ فیصد ووٹ ملنے کے باوجود حکومت بنانے کے لیے انتخابی الحاق کرنا پڑا۔ بنگلہ دیش میں اتنی واضح ناکامی کہ انتخابی منظر سے تقریباً" غائب۔ کویت کے آزاد اور منصفانہ انتخابات میں پہلی بار ۴۰ فیصد اسلام پسند کامیاب ہوئے مگر ان کے خلاف ۶۰ فیصد کی واضح اکثریت تھی۔ مزید برآں کویت میں اسلامی کیمپ کو بمشکل ہی ایک بلاک کہا جاسکتا ہے۔

---

*Khalid Duran, "Islamists on the March", Freedom Review, Jan. Feb. 1997, vol.28, No.1

(تلخیص : راشد بخاری)

3- اسلام پسندوں کے مالی وسائل میں کمی ہوئی

ایران اور سعودی عرب کی طرف سے کم ہوتی ہوئی امداد نے اسلام پسندوں کو دیگر (پرائیویٹ) عطیات پر انحصار کے لیے مجبور کردیا ہے۔

4- نئی کرشماتی قیادت سامنے نہ آسکی

سوڈان کے حسن الترابی جو ۱۹۹۵ء میں اسلامی عالمگیریت کے قیام کے لیے نمایاں طور پر سامنے آئے تھے، صحت کی خرابی کی بنا پر اپنی توانائیاں کھو چکے ہیں، ان کے ولی عہد تیونس کی اسلامی جماعت النہضہ کے راشد الغنوشی اپنے برطانوی میزبانوں کے سامنے خود کو ایک متحمل اور جمہوریت پسند مسلمان کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ممکن ہے یہ عاقلانہ سیاست ہو لیکن یہ ان لوگوں کو جو انہیں ایک انقلابی رہنما سمجھتے ہیں مطمئن نہیں کرسکے گی۔ مصر کے اخوان اور ان کے نئے سربراہ مصطفے مشہور کو نچلی صفوں سے بغاوت کا سامنا ہے۔ ترکی کے نجم الدین اربکان ایک بڑا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں، وہ ایک منتظم اور ایک پارٹی کے سربراہ ضرور ہیں مگر بڑے فلسفی یا نظریہ ساز نہیں، حتی کہ دانشور بھی نہیں۔

5- خلاف توقع نظریاتی طور پر غیر معمولی پیش رفت نہیں ہوئی

اسلام پسندوں کو یقین ہے کہ اسلام ہر نظریے اور انسانوں کے ساختہ نظاموں سے برتر ہے اور ایسی خصوصیات کا حامل ہے جنہیں ابھی سمجھا نہیں گیا۔ "بہترین حل اسلام ہے" کے نعرے میں ابھی کشش ہے لیکن ایسا کچھ بھی سامنے نہیں آسکا جو اسے زیادہ بامعنی بنادے۔

کہا جاسکتا ہے کہ ۱۹۹۶ء میں اسلام پسندوں کی پیش قدمی سوچی سمجھی نہیں ہے بلکہ اتفاقاً ہے۔ مختلف ممالک میں ان کی کارکردگی کا تجزیہ اس ضمن میں مفید ہوگا۔

بوسنیا اور ترکی

اپریل ۱۹۹۲ء میں جب سربوں نے زمین ہتھیانے کے لیے کئے گئے حملے کو اسلام اور عیسائیت کے درمیان جنگ کا نام دیا اور عیسائیت کے نام پر قتل و غارت گری کا آغاز کیا تو بوسنیا میں اسلام پسندی شدت اختیار کر گئی۔ شروع میں اس رجحان کے خلاف کافی مزاحمت تھی۔ جب بھی بوسنیا

کے لوگوں کا بطور مسلمان حوالہ دیا جاتا تھا تو ان کی عام شکایت یہ تھی کہ "ہم کئی سو سال سے مسلمان ہیں لیکن یورپین ہم کئی ہزار سالوں سے ہیں"۔ یورپ کی طرف سے بوسنیا کا ساتھ چھوڑنے سے بہت زیادہ مایوسی پھیلی ہے۔

ملک کی تقسیم ۵۱ فیصد سے ۴۹ فیصد کی بنیاد پر بوسنیائی مسلمانوں نے مجبوراً تسلیم کی ہے۔ امریکہ کا بطور پالیسی ایران کو بوسنیا کی اسلحے کے ذریعے امداد کی اجازت دینے سے بوسنیا کی تکثیریت پسندی بے حد متاثر ہوئی ہے۔ اب جذبہ احسان مندی کی وجہ سے بوسنیا کے لیے ناممکن ہے کہ وہ ایران یا اسلام ازم کے خلاف کھڑا ہوسکے۔ بوسنیا میں قتل و غارت نے دنیا بھر میں اسلام پسندوں کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کی مثال کے طور پر بوسنیا کو پیش کریں۔ سیکولر حلقوں کے لیے اس دلیل کے خلاف اپنا دفاع بہت مشکل ہے۔

بوسنیا کے المیہ پر دنیا بھر کے مسلمانوں کے ردعمل کی پیش گوئی اگرچہ مشکل نہیں تھی تاہم مغربی یورپ کے فیصلہ سازوں اور امریکہ نے اس کے اثرات کو بے حد کم تر سطح پر محسوس کیا۔ اسی ردعمل میں ترکی میں رفاہ پارٹی ۱۹۹۱ء کے الیکشن میں ۲۱ فیصد ووٹ لے کر مضبوط ترین جماعت کے طور پر سامنے آئی۔ رفاہ پارٹی کی کامیابی نے ہر طرف اسلام پسندوں کو تقویت بخشی اور اسلام پسندوں نے ہر جگہ خوشی منائی۔ حتیٰ کہ مغربی جمہوریت کے ناقدین نے بھی ترکی میں آزاد اور منصفانہ انتخابات کو مثال کے طور پر پیش کیا۔ اگرچہ ترکی میں اسلام پسندوں کی کامیابی' بوسنیا سے مغرب کی بے وفائی پر کافی حد تک ووٹروں کا ردعمل تھی' لیکن اس میں ترکی کے لیے مغرب کی امتیازی پالیسی کا بھی حصہ ہے۔

ایران/سوڈان

۱۹۸۹ء میں سوڈانی اسلام پسندوں کے عروج کے ساتھ ہی ایران سوڈان بڑھتا ہوا تعاون سعودی عرب کی ناراضگی کا موجب بنا۔ لیکن ایرانیوں نے توقعات کے برعکس زیادہ تیزی نہیں دکھائی۔ سوڈان اک غریب ملک ہونے کے ناطے ایران کے لیے مہنگا سودا تھا' ان کی یہ خواہش بھی تھی کہ سنی اسلام پسند شیعہ قیادت تسلیم کر لیں۔ ایران سوڈان تعاون کو مضبوط ہونے میں کئی سال لگ گئے' جب ۱۹۹۶ء میں ایرانی صدر رفسنجانی نے وفد کے ہمراہ خرطوم کا دورہ کیا اور اقتصادی اور فوجی تعاون کے کئی سمجھوتے کیے۔ امریکی پابندیاں ایران اور سوڈان کی حکومتوں کو ختم کرنے میں تو کامیاب نہ ہوسکیں مگر ان سے دونوں ممالک ایک دوسرے کی طرف مدد کی غرض

سے دیکھنے پر مجبور ہوئے۔

افغانستان/ پاکستان

افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں اسلام پسندوں کی کابل سے پسپائی ان کی شکست سے زیادہ حکمت عملی کا حصہ نظر آتی ہے۔ خصوصاً" بھارت' ایران اور روس کی حمایت کے بعد وہ سنبھل رہے ہیں۔

امریکہ اور روس بے جا طور پر افغانستان میں متضاد پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں' جیسے انہیں افغانستان کا تجربہ ہی نہ ہو۔ روسی' طالبان کو ایک خطرہ قرار دے رہے ہیں اور یہ نہیں سمجھ پارہے کہ یہ محدود افق والی جماعت توسیع پسندانہ نظریہ کی حامل نہیں۔ روسیوں کو خطرہ یہ ہے کہ کہیں امریکہ وسطی ایشیا کے وسائل پر قبضہ نہ کرے۔

واشنگٹن نے پاکستان میں بھٹو حکومت کی حقیقی معنوں میں مدد کی کہ وہ اسلام پسند حکمت یار کے متبادل کے طور پر روایت پسند طالبان کو سامنے لائے۔ ابھی طالبان نے بمشکل کابل پر قبضہ کیا ہی تھا کہ واشنگٹن میں انہیں بنیاد پرست کے طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ اس غلط فہمی کی ممکنہ وجہ وہ پابندیاں ہوسکتی ہیں جو طالبان نے خواتین پر لگائیں' جو ان کے نزدیک خواتین کی بے حرمتی اور سابق حکمرانوں کی طرف سے ہمسایہ ملکوں کو ہزاروں کی تعداد میں ان کی فروخت روکنے کا واحد طریقہ تھا۔ حالانکہ اسلام پسندوں کی حکومت (صدر ربانی اور وزیراعظم حکمت یار) پر بھی ان جرائم کے حوالے سے کم ہی تنقید ہوئی۔ اب ان کو موقع مل گیا ہے کہ وہ خود کو بنیاد پرستوں کے خلاف افغانستان کے نجات دہندہ کے طور پر پیش کریں۔

نومبر میں بھٹو حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی طالبان کمزور پڑ گئے۔ اب ان کے سامنے مناسب راستہ یہی ہوگا کہ وہ اسلام پسندوں کے کسی گروہ سے جاملیں اور واقعی بنیاد پرست بن جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایران کو ناکام بنانے کے لیے امریکہ کا ترکمانستان سے افغانستان کے راستے پاکستان میں گیس پائپ لائن بچھانے کا اور سپر ہائی وے بنانے کا منصوبہ بھی دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔

بھٹو حکومت کے خاتمے سے پاکستان میں اسلام پسندوں کو نئی زندگی ملی۔ جہاں وہ کبھی بھی ۶فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل نہیں کرپائے مگر بیورو کریسی اور فوجی انٹیلی جنس میں اپنی کثرت کی وجہ سے خاصے بااثر ہیں۔ مغرب نے بھٹو کی طرف سے ملنے والے اس موقع کا بھی فائدہ نہیں

اٹھایا کہ وہ پاکستان کو اسلام پسندوں کے خلاف عمومی طور پر اور ایران کے خلاف خصوصی طور پر "فرنٹ لائن اسٹیٹ" میں تبدیل کردے۔

اسرائیل / مصر

اسرائیلی انتخابات کے نتیجے میں نئی حکومت اسلام پسندوں کے لیے تقویت کا باعث بنی۔ اوسلو امن کے عمل کو محدود کرنے کے اسرائیلی اقدامات' عرفات کی حکومت کے لیے اتنے خطرناک تھے کہ اسلامی تنظیموں "حماس" اور "اسلامی جہاد" نے صورت حال کو اپنے حق میں استعمال کیا۔ عرب اسرائیل تعلقات میں بہتری کے امکان کم ہیں۔ کیونکہ دونوں اپنی پوزیشنوں کے اعتبار سے بہت دور اور خود ہلاکتی کی سطح تک اپنے عزائم پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

۱۹۹۶ء میں مشرق وسطی امن کا عمل کمزور ہوا۔ اسی سال شام اور ممکنہ طور پر مصر کے ساتھ اسرائیلی کی جنگ کی گونج نے دمشق کو' جو اب تک اسلام پسندوں کی سخت مخالف حکومت تھی' مجبور کر دیا کہ وہ شام کے مفرور مسلمان قائدین جن میں' جرمنی میں ۲۸ سالہ جلاوطنی گذارنے والے عصام العطار بھی شامل ہیں' کو واپس بلالے۔

اسرائیل فلسطین امن کے عمل کو سبو تاژ کرنے کی کوشش ۱۹۹۶ء میں اسلام پسندوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ یہ ثابت کرنے کے لیے بہت کچھ ہے کہ شروع سال میں دہشت گردوں کے حملے ایران کی حمایت سے کیے گئے۔ تہران کی "ملا کریسی" نے اس میں کوئی شبہ نہیں چھوڑا کہ وہ اسرائیل کو اور بالواسطہ طور پر امریکہ کو چند دھچکے پہنچانے کے لیے ہزاروں فلسطینیوں کو قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

مصر میں اسلام پسند انتشار کا شکار ہیں۔ اخوان المسلمون کا ایک حصہ' یورپ میں "عیسائی جمہوریت پسندوں" کی طرز پر ایک نئی سیاسی پارٹی "مسلم ڈیموکریٹ" بنانے کی کوشش کرچکا ہے۔ نئی نسل کے بہت سے افراد شروع میں ہی ان سے ٹوٹ کر مخالف سمت میں چلے گئے اور زیر زمین تحریکوں میں شامل ہوگئے۔ مجموعی طور پر مصر میں اسلام پسندوں کے اثرات کم نہیں ہوئے۔

سعودی عرب سے اقوام متحدہ تک : امریکن ازم کے خلاف نئی لہر

سعودی عرب میں اسلام پسند حزب مخالف نے خاصی کارکردگی دکھائی۔ اس کی بڑی وجہ سلطنت میں اصلاحات کا نہ ہونا اور امریکی اثر و نفوذ ہے۔ لبنان میں اسرائیلی بموں سے اقوام متحدہ کے کمپاونڈ میں بچوں کی ہلاکت اور اقوام متحدہ کی طرف سے اس کی مذمت پر امریکی ویٹو نے

مسلم دنیا اور خصوصاً" افریقہ میں امریکہ مخالف جذبات میں بہت اضافہ کیا ہے۔
بطروس غالی کی بطور سیکرٹری جنرل دوسری ٹرم کے لیے امریکہ کی مخالفت سے ایک یہ بھی اہم تبدیلی آئی ہے کہ اقوام متحدہ جسے امریکہ اور بڑی طاقتوں کے ہاتھ میں ایک کھلونا قرار دیا جاتا ہے' اب اس کی کارکردگی کو سراہا جارہا ہے اور "اقوام متحدہ بچاؤ" اپیلیں کی جارہی ہیں۔

بنگلہ دیش : غیر ممالک مقیم اسلام پسندوں میں اضافہ

بنگلہ دیش میں آزاد اور منصفانہ انتخابات کے نتیجے میں حسینہ واجد کی سیکولر "عوامی پارٹی" نے واضح کامیابی حاصل کی۔ اسلام پسند جماعت اسلامی ۳ فیصد ووٹ بھی حاصل نہ کرپائی۔ اس طرح بنگلہ دیش میں اسلام پسندوں کی پیش قدمی نظر نہیں آتی۔ تاہم بنگلہ دیشی جماعت اسلامی کے غیر ممالک خصوصاً برطانیہ' کینیڈا اور امریکہ میں خاصے افراد موجود ہیں جو منظم بھی ہیں اور خاصے دولت مند بھی۔ انتخابات میں شکست سے مایوسی تو پھیلی ہے مگر اس سے خاص فرق نہیں پڑتا۔
امریکہ میں اسلام پسند خاصے کامیاب اور منظم ہیں۔ ۱۹۹۵ء میں بین الاقوامی سطح پر اسلام پسندوں کے خلاف ایک مہم چلائی گئی تھی اور ایک دستاویزی فلم "امریکہ میں جہاد" بھی بنائی گئی تھی۔ لیکن یہ اسلام پسندوں کو زیادہ نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہوسکی۔
امریکی صدر کلنٹن نے امریکی مسلمانوں کے اعزاز میں ان کے نمائندوں کو وائٹ ہاؤس میں مدعو کیا۔ اکثر مسلمانوں نے خیر سگالی کے اس اظہار کی تعریف کی اور کئی مہمانوں کے انتخاب پر حیران رہ گئے کیونکہ ان میں اکثر اسلام پسند راہنما تھے' جنہوں نے اس موقع کو اپنے مقصد میں پروپیگنڈا کے لیے استعمال کیا۔

الجزائر / مراکش

الجزائر میں حکومت اور اسلام پسندوں کے درمیان غیر یقینی کی صورت حال ہے۔ ۱۹۹۵ء میں باغیوں پر حکومت کی کامیابی' اصلاحات نہ کرسکنے کی وجہ سے زیادہ موثر نہ ہو سکی۔ اسلام پسند اگرچہ جنگ کے متحمل نہیں ہوسکتے کیونکہ انہیں اسلحے کی سپلائی بہت کم ہوچکی ہے البتہ حکومت دیہات میں دہشت گردی پر قابو پانے کے قابل نظر نہیں آتی۔ بے روز گاروں کی بڑی تعداد مایوسی اور فرسٹریشن کا شکار ہو کر اسلام پسندوں کا رخ کر رہی ہے۔
مراکش میں زیر زمین اسلام پسندوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس کی وجوہات الجزائر اور مصر سے ملتی جلتی ہیں۔ نوجوانوں کی بڑی تعداد تعلیم حاصل کر چکی ہے' لیکن ملازمتیں نہیں ہیں۔

۱۹۹۶ء میں صرف تیونس نے اسلام پسندوں کے خلاف مضبوط قدم اٹھائے اور ساتھ ہی معاشی ترقی اور تعلیمی اصلاحات بھی کیں اور ملازمتوں کے مواقع بھی فراہم کیے۔

۱۹۹۵ء میں ایسا لگ رہا تھا کہ اسلام پسندی (اسلام ازم) اپنے عروج کے بعد ایک کے بعد دوسرے ملک سے پسپا ہونا شروع ہوگئی ہے۔ لیکن ۱۹۹۶ء میں اسلام پسند مزید آگے بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ یہ مستقبل کے بارے میں ایک اشارہ بھی ہے کیونکہ ان کی پیش قدمی جاری رہتی نظر آتی ہے۔ بے روزگاری' رہائش کی مشکلات' اور مہنگائی سے بحران اور بغاوت ہوسکتی ہے جیسا کہ اردن' مصر' تیونس' الجریا اور مراکش میں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ اب فرق اتنا ہے کہ اسلام پسند اس انتظار میں ہیں کہ وہ موجودہ نظام کے خلاف بامقصد' انقلابی تحریک چلا سکیں۔